کچھ لوگوں نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا مشکل کشاء اور حاجت روا مان لیا ہے اور بکثرت لوگ ان کے مزارات اور خود ان کے پاس بھی جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگ انہیں اس عقیدہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ انہیں سمجھاتے ہیں کہ ان کے پاس جانا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنکی تم عبادت کرتے ہو وہ تو اپنے لئے بھی کچھ نہیں کر سکتے ، چہ جائیکہ وہ تمہارا بیڑا پار کریں۔اور پھر ایک طویل فہرست آیات کی پیش کردی جاتی ہے۔اس سلسلہ میں موحد اور ایک عام مسلمان کا مکالمہ ملاحظہ فرمائیے!

مُوَحِد: تم اپنے آپ کو بڑا مسلمان سمجھتے ہو لیکن جب دیکھو کبھی تم کسی مزار پر نظر آتے ہو تو کبھی کسی اپنے خود ساختہ بنائے ہوئے رہنما، پیشواء، پیرو کے پاس، تمہیں تو صرف اور صرف اللہ کے حضور حاضر ہونا چاہیئے۔ان قبروں، آستانوں اور پیروفقیر کو چھوڑو۔

عام مسلمان: بھائی مسجد میں تو پانچ وقت کی حاضری ہوتی ہے اور اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑا، گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہوں۔

مُوَحِد: تمہاری یہ تمام عبادتیں رائیگاں جائیں گی کیونکہ تم قبروں اور آستانوں پر جا کر شرک کرتے ہو۔

عام مسلمان: بھائی ہم شرک کیسے کرتے ہیں ذرا ہمیں سمجھاؤ تو سہی۔

مُوَحِد: پورے جوش میں ! اللہ تعالیٰ نے قبروں، پیروں، فقیروں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔

عام مسلمان: بھائی وہ کیسے؟

مُوَحِد: دیکھو بے شمار آیات ہیں مثلاً ملاحظہ کرو!

ترجمہ:"فرما دیجئے کیا اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو کہ تمہارے کسی ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں" (سورۃ المائدہ:۷۶)

اور جیسا کہ سورۃ العنکبوت میں بھی ہے!

ترجمہ: جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر مددگار بنالئے ہیں ان کی مثال اس مکڑی کی طرح ہے کہ اس نے جالے کا گھر بنایا اور اس میں شک نہیں کہ اس کا گھر تمام گھروں سے زیادہ کمزور ہے۔(سورۃ العنکبوت:۴۱)

اور اس کے علاوہ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳، سورۃ الزمر آیت نمبر ۳، سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۴، بھی پڑھ لو۔

عام مسلمان: بھائی آپ نے اتنی آیات پیش کردیں اس سے تو یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ اس وقت کے عرب لوگ بھی اپنے اپنے پیروں فقیروں اور قبروں پر جاتے ہونگے، کیونکہ بقول تمہارے ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو وہاں جانے سے روک رہا ہے، بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اس زمانہ میں ایسا کرنے سے منع فرما رہا ہے وہ اس زمانہ کے مسلمان یعنی صحابہ کرام تھے یا کوئی اور لوگ۔

موحد: ارے توبہ کرو، وہ صحابہ کیسے ہو سکتے ہیں بھلا صحابہ ایسا کام کیوں کرنے لگے۔وہ لوگ تو اس زمانے کے مشرکین تھے۔

عام مسلمان: تو وہ مشرکین کیا قبروں اور آستانوں یا کسی پیر فقیر کے پاس جایا کرتے تھے، اگر وہ پیروں، فقیروں کے پاس جایا کرتے تھے تو ذرا ان پیروں، فقیروں کے نام تو بتادو۔اور اگر وہ قبروں پر حاضری دیا کرتے تھے تو ان قبروں کی نشاندہی کردو۔

موحد: ارے وہ کسی قبر پر تو جا نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا تصور ہی نہیں ہے چہ جائیکہ وہ کسی قبر پر اس قبر والے کو زندہ سمجھ کر بیٹھیں یعنی اس سے مانگیں اور ان کا تو یہ عقیدہ ہی نہیں تھا کہ وہ کسی قبر پر جاتے اور اس زمانہ میں تو کوئی پیر فقیر تھے ہی نہیں کہ جن کے پاس یہ مشرکین جاتے۔

عام مسلمان: ارے بھائی! ذرا غور تو کرو کہ تم کہہ کیا رہے ہو، وہ آیات پڑھ کر ہمیں قبروں اور پیروں کے پاس جانے سے روکتے ہو جو کہ اس سلسلہ میں نازل ہی نہیں ہوئی ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ ہیرے کی قیمت بجری بنانے والی فیکٹری میں جا کر پوچھی جائے کہ بتاؤ ہیرے کی کیا قیمت ہے۔ تو وہاں سے یہی جواب ملے گا کہ بھائی یہ تو بجری کی فیکٹری ہے، جوہری کی دکان نہیں۔ اگر ہیرے کی قیمت پوچھنی ہے تو کسی جوہری کی دکان پر جا کر پوچھو۔

ارے بھائی مسلمانوں کو اتنا بڑا دھوکہ تو نہ دو اور کلمہ گو مسلمانوں کو خواہ مخواہ جہنمی نہ بناؤ اور انہیں بے وجہ مشرک قرار نہ دو یہ تو ایسی بات ہے کہ شراب کی حرمت کی آیات پڑھ پڑھ کر صندل اور الائچی کے خوشبودار شربتوں کو حرام قرار دیا جانے لگے، بھائی وہ مشرکین اور انکے بت ہیں جبکہ یہاں تو مسلمان اور اللہ تعالیٰ کے مقدس بندے ہیں۔ تم مسلمانوں کو مشرکین اور انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو بتوں پر قیاس نہ کرو اس طرح تو مفہوم قرآن بدل جائیگا اور پورا دین مسخ ہو جائیگا۔

موحد: ارے کیسی بات کہتے ہو، دیکھو جس طرح کہ ہندو جو بتوں کے پجاری ہیں وہ اپنے بتوں کو غسل دیا کرتے ہیں، یہ مسلمان بھی اپنے بزرگوں کی قبروں کو غسل دیتے ہیں ذرا مشرکوں اور ہندوؤں سے ان کی مشابہت تو دیکھو کتنی ہے۔ بالکل وہی مشرکانہ طور طریقے معلوم ہوتے ہیں۔

عام مسلمان: ارے بھائی! اگر مشابہت کی بات کرتے ہو تو اس طرح تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے!

(۱) ہندوؤں کے نزدیک گنگا اور جمنا کا پانی متبرک ہے۔ اور تمہارے نزدیک زم زم اور حوضِ کوثر کا پانی۔

(۲) ہندو پتھروں کو چوما کرتے ہیں۔ اور تم حجر اسود کو۔

(۳) ہندو بتوں کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہیں۔ اور تم بھی

پتھروں کے بنے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہو۔

موحد: ارے کیسی بات کرتے ہو بھائی زم زم کے پانی کو تو اللہ تعالیٰ نے متبرک قرار دیا ہے۔

عام مسلمان: بہر حال مشابہت تو پائی گئی ہے۔ اچھا تو یہ بتاؤ کہ خانہ کعبہ شریف کو غسل دینا اور بتوں کو غسل دینا، کیا ایک جیسا نہیں لگتا؟ یہ غسل کعبہ کا حکم کونسی آیت یا حدیث میں آیا ہے۔

موحد: لاجواب ہوتے ہوئے! ارے توبہ کرو یہ خانہ کعبہ ہے اور وہ بت ہیں۔ تمہاری باتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔

عام مسلمان: اچھا یہ تو بتاؤ کہ کیا حضور ﷺ یا خلفاء راشدین کے زمانہ میں غسل کعبہ ہوا کرتا تھا۔ تو اس میں کس کس صحابی نے شرکت کی تھی؟

موحد: ارے کیا بات کرتے ہو! ہم یہ بات مانتے ہیں کہ غسلِ کعبہ پہلے نہ ہوا کرتا تھا مگر اس کے کرنے میں مضائقہ ہی کیا ہے۔

عام مسلمان: اے بھائی! ذرا سوچو تو سہی کیا کعبہ شریف کو غسل دینا بدعت نہ ہوا۔

موحد: بدعت تو ہے مگر اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ دین نے ہمیں ایسا کرنے سے روکا نہیں ہے۔

عام مسلمان: اے بھائی! یہی تو ہم کہتے ہیں ہر وہ نیا کام جسے دین منع نہ کرے اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اسے بدعت، بدعت کی رٹ لگا کر، ناجائز، حرام اور بدعت و شرک کہہ کر رد نہیں کرنا چاہیے۔

موحد: لاجواب ہو کر بات بدلتے ہوئے ارے تم تو کہاں کی بات کہاں لے آئے ہو۔ بات تو ہو رہی تھی قبروں اور پیروں سے متعلق، یہ بتاؤ کہ تم مقدس بندوں کے پاس جانے کو ضروری کیوں قرار دیتے ہو۔ اس کے جواز کے کیوں قائل ہو۔ جبکہ ہم نے تمہیں کئی آیات پڑھ کر سنائی ہیں

کہ ان کے پاس جانا جائز نہیں۔

عام مسلمان: اے بھائی پھر تم وہی بات کرتے ہو جس کا ہم جواب دے آئے ہیں۔ کہ بتوں والی آیات پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں نہ کرو یہ تو میں ابھی ثابت کروں گا کہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ بتوں والی آیات میں تم لوگ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان کو تلاش کرتے ہو اور بتوں والی آیات کا حکم ان مقدس شخصیات پر لگاتے ہو۔ یہ کتنا بڑا ظلم اور ستم ظریفی ہے اگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان تلاش کرنی ہے تو وہ بتوں والی آیات میں نہ ملیں گی بلکہ ان آیات میں ملیں گی جو ان انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں۔

موحد: تو ذرا تم خود ہی وہ آیات پیش کر دو جن میں ان مقدس شخصیات اور بتوں کے درمیان فرق واضح ہو جائے تاکہ ہماری سمجھ میں بھی یہ بات آجائے کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔

عام مسلمان: سر دست تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ بتوں والی آیات میں تو رب العالمین کا یہی پیغام بار بار آ رہا ہے کہ تم ان کے پاس مت جاؤ اور نہ ان سے کچھ مانگو وہ تمہیں کچھ بھی نہ دے سکیں گے مگر جب پیارے نبی مکرم ﷺ کا ذکر آتا ہے تو سورۃ المنافقون میں یوں ارشاد ہوتا ہے!

"جب اُن منافقین سے کہا جائے کہ (رسول کی بارگاہ میں) آؤ کہ وہ رسول تمہارے لئے دعائے مغفرت فرمائیں تو وہ (انکار کرتے ہوئے) اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں۔ اور آپ نے دیکھا کہ وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوتے اور وہ تکبر کرتے ہیں (کہ ہم رسول کے پاس اپنے گناہوں کو بخشوانے کیلئے کیوں جائیں تو اب آپ ان کا نتیجہ بھی سماعت

فرمائیں) کہ ان کے کیلئے برابر ہے کہ آپ ان کیلئے استغفار فرمائیں یا نہ فرمائیں اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ (سورۃ المنافقون: ۶،۵)

دیکھو اے میرے بھائی! یہ فرق ہے انبیاء کرام اور بتوں میں، کہ بتوں کے پاس جانے سے انسان جہنمی اور مشرک ہو جاتا ہے جبکہ رسول ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر نہ ہونے سے انسان جہنمی ہو جاتا ہے۔ بتوں سے مانگے تو دوزخی ہو جائیگا جبکہ رسول ﷺ سے اپنے لئے دعائے استغفار کرانے سے جنتی ہو جاتا ہے۔

دوسرا فرق: کہ بتوں کے پاس عقیدت واحترام کے ساتھ جانے سے بندہ گنہگار ہو جاتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اگر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا تھا یعنی گناہ کر بیٹھے تھے تو وہ آپکی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے اور انہوں نے اللہ سے معافی مانگی ہوتی اور رسول بھی انکے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا اور انتہائی رحمت فرمانے والا پاتے (سورۃ النساء: ۶۴)

دیکھو بھائی! یہ فرق ہے نبی مکرم ﷺ اور بتوں میں کہ بتوں کے پاس جانے سے بندہ گنہگار ہو جاتا ہے جبکہ رسول ﷺ کی وہ عظیم بارگاہ ہے کہ ان کے پاس حاضر ہونے سے گناہ دھل جاتے ہیں اور مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی برستی ہے۔

موحد: ارے تم کیسی بات کرتے ہو اس مسلمان کی بخشش تو اس بناء پر ہوئی تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی بھلا اس میں رسول کا کیا تعلق؟

عام مسلمان: اے بھائی! اگر رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ صرف استغفار کرنے کی بناء پر بخشا گیا تب یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو یوں کیوں فرمایا کہ تم رسول کی بارگاہ میں آجاؤ اور پھر رسول بھی تمہارے

لئے دعائے مغفرت فرمائیں تب جا کر تمہاری بخشش ہوگی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتا کہ رسول کے پاس نہ جانا اگر گئے تو مشرک ہو جاؤ گے اور کبھی بھی بخشے نہ جاؤ گے، بلکہ حجروں اور کمروں میں بند ہو کر محض اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت مانگو تب جا کر تمہاری بخشش ہوگی۔

موحد: تو یہ بتاؤ کہ ابھی تم نے سورۃ المنافقون کی آیت پڑھی ہے اور کہا ہے کہ ان منافقین کے لئے برابر ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی استغفار ان کیلئے بخشش اور رحمت کا سبب بنتی تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی استغفار کی بناء پر ان کی بخشش نہ کر دیتا؟

عام مسلمان: بھائی! یہی بات تو سمجھنے کی ہے کہ یہ منافقین چونکہ خود تو رسول اللہ ﷺ سے گناہوں کی معافی کیلئے دعا کرانا پسند نہیں کرتے تھے تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ وہ منافقین خود تو اکڑے کھڑے رہیں اور میرا حبیب ﷺ ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں اور ان کی بخشش ہو جائے۔

ہاں! اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی کے طلبگار بن کر جاتے تو رسول اللہ ﷺ کی دعا کی وجہ سے وہ یقیناً بخشے جاتے جیسا کہ ابھی سورۃ النساء کی (آیت نمبر ۶۴) میں گزرا۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہے کہ اس آیت کریمہ میں محض اس بات کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کیلئے دعائے مغفرت فرما دیں تو وہ بخشے جائیں گے بلکہ وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعاء کے طلبگار بنیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کو پکاریں کہ ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائیں تب جا کر ان کی بخشش ہوگی۔

نتیجہ یہ نکلا بتوں کو پکارو گے تو جہنم میں جاؤ گے مگر رسول پاک ﷺ کو پکارو گے تو جنتی بن جاؤ گے۔

موحد: اچھا ذرا یہ بتاؤ کہ قرآن مجید میں یہ جو آتا ہے کہ تم اللہ کے علاوہ کسی کو معبود سمجھ کر نہ پکارو، تو اس بارے میں تم کیا کہتے ہو۔

عام مسلمان: بھائی! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کو نہ پکارو، ہم کسی معبود کو نہیں پکارتے ہیں بلکہ نبیوں اور ولیوں کو پکارتے ہیں اور اور انہیں اللہ کا بندہ سمجھ کر پکارتے ہیں معبود سمجھ کر نہیں۔ برخلاف مشرکین کے کہ وہ اپنے بتوں کو معبود سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔

موحد: اچھا اس آیت میں تو ہے کہ معبود سمجھ کر نہ پکارو مگر دوسری آیت میں ہے کہ مسجدیں اللہ کیلئے ہیں تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو یعنی معبود سمجھ کر پکارنے کی قید نہیں لگائی؟

عام مسلمان: بھائی اگر اس آیت کریمہ کا یہ مطلب لیا جائے کہ مسجدوں میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہ پکارو تو یہ بتاؤ کہ تم مسجد میں اذان دیتے ہوئے یہ نہیں کہتے ہو حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کہ آؤ نماز کی طرف، آؤ فلاح و بہبود کی طرف۔ بتاؤ کیا تم یہ اللہ تعالیٰ کو نماز اور فلاح کیلئے پکار رہے ہو (نعوذ باللہ) یا بندوں کو؟

موحد: بندوں کو، نعوذ باللہ ہم اللہ کو کیسے پکار سکتے ہیں، وہ تو نماز پڑھنے سے پاک ہے اور فلاح تو وہ خود عطا فرماتا ہے۔ ہم اس کو فلاح کی طرف کیسے پکار سکتے ہیں۔

عام مسلمان: بس یہی تو میں تم سے کہلوانا چاہتا تھا، اب ذرا یہ بتاؤ کہ تم مسجدوں میں لوگوں کو کیوں پکارتے ہو اور تمہاری بڑی بڑی مسجدیں ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے منع بھی فرمایا ہے کہ تم مسجد میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

موحد: زِچ ہوتے ہوئے! تو ذرا تم ہی ان آیات کی تشریح کر دو۔

عام مسلمان : بھائی مطلب تو واضح ہے کہ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جس آیت میں یہ آیا ہے کہ تم مسجدوں میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو معبود سمجھ کر نہ پکارو کیونکہ دوسری آیات میں واضح ہے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود سمجھ کر نہ پکارو۔ ہاں اگر بندوں کو بندہ سمجھ کر پکارو گے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

موحد: بات دراصل یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام کو دُور سے پکارتے ہو اور دُور سے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سُن سکتا ہے کوئی اور نہیں سُن سکتا۔ تو تم انہیں اسی طرح سننے والا مانتے ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو مانتے ہو۔

عام مسلمان : اچھا بھائی پہلے ہمارا عقیدہ سن لو کہ ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو دُور سے سننے والا کیسے مانتے ہیں پھر بتاؤ کیا تم اللہ تعالیٰ کو بھی اسی طرح دُور سے سننے والا مانتے ہو تو تب شرک ہوگا ورنہ شرک نہ ہوگا۔
عقیدہ سنو! اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام اور اولیاء عظام میں ایسی سماعت، سننے کی طاقت رکھ دیتا ہے کہ وہ دُور و نزدیک کی تمام باتیں سن سکتے ہیں کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہو کہ اسے بھی کسی نے ایسی قوت عطا کی ہے جس کی بناء پر وہ سنتا ہے یا یہ طاقت اس کی اپنی ہے۔

موحد: اللہ تعالیٰ کو سننے کی طاقت کون دے گا وہ تو اللہ ہے۔

عام مسلمان : بھائی یہی تو فرق ہے کہ انبیاء و اولیاء میں یہ قوت اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج ہو کر نہیں سنتا، مگر بندہ اللہ کا محتاج ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس میں یہ قوت رکھ دیتا ہے تو وہ بھی دُور و نزدیک کی ہر بات سن سکتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تو خود سنتا ہے اسے کوئی سنانے والا نہیں۔

موحد: بھلا اللہ تعالیٰ کسی میں ایسی قوت کیوں رکھے گا؟ اسے کیا ضرورت درپیش

آ گئی کہ وہ کسی میں ایسی قوت رکھے؟ کیا وہ اپنے نبیوں، ولیوں کا محتاج ہے کہ وہ پہلے ہماری باتیں دور سے سنے پھر اللہ تعالیٰ کو بتائے تب اللہ تعالیٰ کو پتا چلے گا ورنہ نہیں۔

عام مسلمان : بھائی مجھے یہ تو پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت پیش آتی ہے کہ بندہ کو۔ مگر میں اتنی بات ضرور جانتا ہوں کہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی سیدنا سلیمان علیہ السلام میں دُور و نزدیک سے سننے والی قوت رکھ دی تھی۔ جیسا کہ سورۃ النمل میں ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام جب اپنے تخت پر پرواز کرتے ہوئے چیونٹیوں کی وادی میں آئے تو ایک چیونٹی نے باقی چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہ کہیں سلیمان علیہ السلام کا لشکر بے خیالی میں تمہیں کچل نہ ڈالے تو سیدنا سلیمان علیہ السلام ان کی یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور عرض کیا (کہ اے میرے رب چونکہ تو نے یہ قوت مجھے عطا فرمائی ہے) اس لئے تو مجھے اتنی توفیق عطا فرما کہ میں تیرا شکر ادا کرتا رہوں (آیت نمبر ۱۹:۱۸)۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے قوت رکھ دی تھی کہ اپنے تخت سلیمان پر اڑتے ہوئے چیونٹی کی آواز سن رہے ہیں اور ان کی بولی بھی سمجھ رہے ہیں۔

موحد: اچھا چلو یہ تو مان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام میں یہ قوت رکھ دی تھی لیکن یہ جو تم اپنے نبی ﷺ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ بھی دُور و نزدیک کی تمام باتیں سن لیتے ہیں۔ یہ کہاں سے ثابت ہے؟

عام مسلمان : اے بھائی! پہلے یہ بات تو مان لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی میں ایسی قوت رکھ دے تو یہ ممکن ہے۔ اور یہ شرک نہیں۔ رہا ہمارے آقا و مولا ﷺ کا معاملہ اس کے بارے میں بے شمار حدیثیں ہیں مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارشاد فرمایا!" کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے" (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۷ رواہ احمد و ترمذی)۔

دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں!

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین کو کھول دیا پس میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا (رواہ مسلم)

تیسری حدیث ملاحظہ فرمائیں!

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہم میں جلوہ گر ہوئے پس آپ ﷺ نے ہمیں ابتدائے خلق کی خبریں دینا شروع فرمائیں یہاں تک کہ جنتی، جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں میں، جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خطبہ کو یاد رکھا اسے یاد رہ گیا اور جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔

(بخاری شریف جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر 453)

چوتھی حدیث ملاحظہ فرمائیں!

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب نماز کسوف پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کوئی بھی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو کہ میں نے اس جگہ میں ابھی ابھی نہ دیکھ لی ہو۔

(بخاری شریف: ۱۴۴)

موحد: تم یہ جو کہتے ہو کہ ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کا وارث بنا دیا ہے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ کائنات تو ہو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے وارث بن جائیں رسول اللہ ﷺ۔ کیا اس کی کوئی مثال قرآن میں یا حدیث میں آئی ہے؟

عام مسلمان: ہاں بھائی اس کی کئی مثالیں آئی ہیں مثلاً ہمارے آقا و مولا ﷺ تو تمام انبیاء کے سردار ہیں قرآن مجید میں تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے متعلق

آتا ہے کہ ان کو کائنات کی ہر نعمت میں سے حصہ ملا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النمل (کی آیت نمبر ۱۶) میں ہے: " کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یعنی اعلان کیا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھلائی گئی ہیں اور ہمیں ہر ہر شئے میں سے عطا کیا گیا ہے بے شک یہی اللہ کا فضل ہے" جب سیدنا سلیمان علیہ السلام کو ہر چیز میں سے عطا کیا گیا تو ہمارے آقا ﷺ کو کائنات کے وارث بننے میں کونسی چیز رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

" جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد بھی فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دی گئی ہیں" (بخاری شریف: جلد نمبر ۱، ص ۱۷۹)

اور جیسا کہ سورۃ الانبیاء میں ہے کہ بے شک نصیحت کا ذکر کرنے کے بعد ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ یقیناً میرے بندے زمین کے وارث ہونگے۔

(سورۃ الانبیاء:۱۰۵)

اس آیت کریمہ میں تو بالکل واضح طور پر فرما دیا ہے کہ زمین ہماری ہو گی مگر اس کے وارث نیک بندے ہوں گے اب بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کی زمین کے وارث نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک تعلق ہے منتوں، مرادوں کا تو اس میں پہلے ہمارا عقیدہ سن لو پھر اعتراض کرنا۔

عقیدہ۔ ہم مَنّت اس طرح مانتے ہیں اے اللہ یہ صاحب مزار تیرا برگزیدہ بندہ ہے ہم اس کے مزار پر خیرات کریں گے دیگیں پکائیں گے پس تو ہماری فلاں مشکل کشائی فرما دے اب بتاؤ اس خیرات کے کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

موحد: تمہارے اس عقیدے کے بارے میں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ تم نے مزار والوں کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ مان لیا ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ تم یہی عقیدہ رکھتے ہو، ہم جب ان کے مزارات پر منت مانیں گے تو ہمارا یہ کام جلدی ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب تھے یہی عقیدہ تو مشرکین اپنے بتوں کے بارے میں رکھتے تھے جیسا کہ سورۃ الزمر میں ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ شریک بنائے ہوئے ہیں اور (وہ کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے" (سورۃ الزمر:۳)

یعنی وہ بھی اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ مانتے تھے اور تم بھی اپنے پیروں فقیروں اور انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ اور وسیلہ مانتے ہو۔

عام مسلمان: اے بھائی! سورۃ الزمر جس کا تم نے حوالہ دیا ہے اس میں تو صاف صاف لکھا ہے کہ وہ مشرکین کہتے ہیں کہ ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں گے یعنی وہ ان کی عبادت کیا کرتے ہیں اس بناء پر تو وہ مشرک تھے جبکہ ہم اولیاء و انبیاء کی عبادت نہیں کرتے ہیں اس لئے ہم مشرک نہیں۔ رہی یہ بات کہ آیا انبیاء کرام اپنے اُمتیوں کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرتے ہیں یا نہیں؟ ذرا تم خود سوچو تو سہی کہ اگر نبی اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کیلئے نہیں آیا تو نبی ﷺ کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو انبیاء کرام کو بھیجا ہی اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیں۔

مگر بتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کیلئے وسیلہ نہیں بنایا ہے اس لئے برائے مہربانی بتوں والی آیات پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر

چسپاں نہ کریں یہی بات تو میں نے شروع میں عرض کی تھی۔

موحد: دیکھو تم جن مقدس بندوں کو پکارتے ہو وہ سب مل کر بھی ایک مکھی تک تو بنا نہیں سکتے ہیں جیسا کہ سورۃ الحج میں ہے:

"اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے غور سے سنو یقیناً اللہ کو چھوڑ کر تم جن کی عبادت کرتے ہو اگر وہ تمام مل بھی جائیں تو ایک مکھی تک بھی نہیں بنا سکتے (اور پیدا کرنا تو در کنار) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اسے واپس نہیں لے سکتے (سورۃ الحج:73)

دیکھو یہ حال ہے تمہارے خود ساختہ مشکل کشاؤں کا۔

عام مسلمان: بھائی میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو آیتیں بتوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں ان میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی شان تلاش نہ کرو اور نہ ہی ان آیات سے انبیاء کرام و اولیاء عظام کی قدر و منزلت ناپی جا سکتی ہے۔

موحد: ارے تم تو ہر آیت کے متعلق یہ کہہ دیتے ہو کہ یہ بتوں سے متعلق ہے تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ آیت انبیاء اور اولیاء کے متعلق نہیں ہے بلکہ بتوں کے متعلق ہے۔

عام مسلمان: بھائی یہ آیت کریمہ خود بتلا رہی ہے کہ اس کا تعلق بتوں کے ساتھ ہے انسانوں کے ساتھ نہیں۔

موحد: وہ کس طرح؟

عام مسلمان: لو سنو! اس آیت کریمہ میں ان بتوں کی بے چارگی کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے واپس تک تو لے نہیں لے سکتے تو وہ تمہاری کیا مدد کریں گے۔ ذرا آپ خود غور کرو کہ اگر کوئی انسان کسی دوسرے سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو کیا وہ مالک اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

موحد: لے سکتا ہے۔

عام مسلمان: بھائی یہی تو ہم کہتے ہیں کہ جو چھینی ہوئی چیز واپس نہ لے سکے وہ بت ہی ہوسکتا ہے، انسان نہیں۔

موحد: اچھا بات توسمجھ آگئی ہے مگر یہ بتاؤ اگر تمہارے سارے انبیاء اور اولیاء اور پیر فقیر مل بھی جائیں تو کیا ایک مکھی بنا سکتے ہیں؟

عام مسلمان: بھائی جب یہ آیت انسان کے متعلق ہے ہی نہیں تو اس کو آپ انبیاء و اولیائے عظام پر کیسے چسپاں کرسکتے ہو۔

موحد: بات نہ بدلو یہ بتاؤ کہ اگر سارے انبیاء اور اولیاء مل جائیں تو کیا ایک مکھی بھی بنا سکتے ہیں۔

عام مسلمان: ہاں! کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت و طاقت سے مکھی تو مکھی وہ تو پورا جیتا جاگتا پرندہ بنا سکتے ہیں۔

موحد: ہنستے ہوئے، وہ کیسے؟

عام مسلمان: دیکھو سورۂ آل عمران میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے (ایمانوں کو مضبوط کرنے کیلئے) مٹی سے ایک پرندے کی مورتی بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اڑنے والا پرندہ بن جاتی ہے۔ (آل عمران آیت نمبر ۴۹)

اب بتاؤ کہ نبی نے مٹی کی مورتی کو جیتا جاگتا پرندہ نہیں بنا دیا۔ پس ثابت ہوگیا کہ مکھی بنانے والی آیت کریمہ بتوں سے متعلق ہے اس کے مقدس بندوں کیلئے نہیں۔

موحد: اچھا یہ تو بتاؤ کہ سورۂ فاطر میں یہ جو آتا ہے کہ جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

(سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۳)

عام مسلمان: ارے بھائی پھر تم نے وہی حرکت کی کہ بتوں والی آیت کو اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں پر چسپاں کردی۔

موحد: جو آیت بھی ہم پیش کرتے ہیں تم اس کے بارے میں یہ کہہ کر بات ختم کردیتے ہو کہ یہ بتوں سے متعلق ہے۔ ذرا اب ثابت کرو کہ یہ آیت بھی بتوں سے متعلق ہے۔

عام مسلمان: بھائی تم خود اسی آیت کریمہ میں غور کرلو کہ اس میں یہ بتلایا جارہا ہے تم جنہیں اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کے چھلکے کے مالک نہیں ہیں اب تم یہ بتلاؤ کیا یہ ممکن ہے کہ انسان پورے کے پورے کھجوروں کے باغات کا مالک تو ہو مگر ان باغات کی کھجوروں کی گٹھلیوں کے اوپر کے چھلکوں کا مالک نہ ہو۔

موحد: یہ تو ممکن نہیں ہے کیونکہ جب وہ تمام کھجوروں کے درختوں کا مالک ہوگا تو ان پر لگی ہوئی تمام کھجوروں کا بھی مالک ہوگا۔ اور جب وہ کھجوروں کا مالک ہوگا تو کھجوروں کی گٹھلیوں کے اوپر کے چھلکے کا بھی مالک ہوگا۔

عام مسلمان: بھائی یہی تو میں بتلانا چاہتا تھا کہ جنہیں وہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں وہ بت ہوتے ہیں جو کہ کھجور کی گٹھلی کے اوپر کے چھلکے کے مالک نہیں کیونکہ وہ پتھروں کے تراشے ہوئے بت تھے مگر انسان تو پورے کے پورے کھجوروں کے باغات کا مالک ہوجاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت بھی بتوں سے متعلق ہے مقدس شخصیات سے متعلق نہیں۔

موحد: زِچ ہوتے ہوئے ارے تم نے حد کردی ہے کہ اپنی باتیں ہی منواؤ گے اور ہماری ایک نہ سنو گے، اچھا کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے کہ ہم فوراً سمجھ لیں کہ یہ آیت بتوں سے متعلق ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے

مقدس بندوں کے متعلق ہے۔

عام مسلمان : ہاں بھائی اندازہ پیش کیا جاسکتا ہے ورنہ تو اس بات کو تفسیروں میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے

موحد: بے صبری سے! وہ اندازہ کیا ہے؟

عام مسلمان : : تحمل سے، جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کے متعلق کوئی آیت پڑھے تو اس میں غور کرو کہ اگر اس میں "من دون اللہ" یا "من دونہ" کے کلمات ہیں تو سمجھ لو کہ ان سے مراد بت ہیں۔ کیونکہ "من دون اللہ" یا "من دونہ" کا معنیٰ ہے اللہ کو چھوڑ کر، کیونکہ وہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان بتوں کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے اور "من دون اللہ" سے یہ بات بھی واضح ہورہی ہے کہ وہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوتے ہوئے اپنے بتوں کو مستقل مانتے تھے۔ کہ اللہ چاہے یا نہ چاہے یہ ہمارے بت ہمارا کام کر دیں گے۔ اسی لئے تو بار باران آیات میں "من دون اللہ" کے کلمات آرہے ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں پکارتے تھے مگر ہم تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان مقدس بندوں کو نہیں پکارتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت دیتے ہوئے انہیں مانتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسب دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں نبی اللہ، حبیب اللہ، ولی اللہ وغیرہ اور ہم مقدس بندوں کو اللہ تعالیٰ کا محتاج مانتے ہوئے پکارتے ہیں۔

موحد: اچھا یہ تو معلوم ہو گیا کہ بتوں والی آیات میں "من دون اللہ" یا "من دونہ" کے کلمات آتے ہیں۔ اب ذرا یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں والی آیات میں بھی کوئی ایسا کلمہ آتا ہے جن کی بناء پر پہچان لیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں سے متعلق ہیں۔

عام مسلمان : ہاں بھائی! اس کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ مقدس حضرات کے بارے میں چونکہ بے شمار آیات آئی ہیں اس کے لئے اتنا عرض ہے کہ مقدس شخصیات کے اختیارات جہاں بیان کیے ہیں وہاں یا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کا ذکر ہے یا باذن اللہ کے کلمہ کو ذکر کیا ہے کہ یہ رب کے فضل سے ہے یا یہ کہ باذن اللہ یعنی رب کے حکم و اجازت سے یہ کام ہوا ہے۔ مثلاً آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے بیان میں بار بار "باذن اللہ" آرہا ہے۔ اور اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم "من دون اللہ" والے نہیں بلکہ "باذن اللہ" والے ہیں۔ اپنے بزرگوں پر من دون اللہ والی آیات چسپاں نہیں کرتے ہیں بلکہ باذن اللہ سے انہیں پہچانتے ہیں یعنی ہم اپنے بزرگوں کو اس طرح نہیں مانتے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہو جائیں بلکہ ہم تو اپنے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے اذن (حکم) کا محتاج مانتے ہوئے ان سے معجزات اور کرامات اور تصرفات کے قائل ہیں۔ آیات ملاحظہ فرمائیں۔

من دون اللہ والی آیات

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَن يَخْلُقُوا۟ ذُبَابًا وَلَوِ ٱجْتَمَعُوا۟ لَهُۥ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ ٱلذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ○ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳

ترجمہ: اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے اسے کان لگا کر سنو یقیناً **اللہ کو چھوڑ کر** تم جنہیں پکارتے ہو اگر وہ سب مل کر بھی ایک مکھی بنانا چاہیں تو نہ بنا سکیں گے (مکھی کا پیدا کرنا تو درکنار) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اسے واپس بھی نہیں لے سکتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ سورۃ فاطر : ۱۳

ترجمہ: اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

باذن اللہ والی آیت

اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ ○

سورۃ آل عمران:۴۹

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے جیسی مورتی بناتا ہوں پھر میں اسمیں پھونک مارتا ہوں پس وہ اللہ کے اِذن سے اڑنے والا پرندہ بن جاتی ہے اور میں شفایاب کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں اللہ کے اِذن سے مردے زندہ کرتا ہوں۔

موحد: ارے تم نے تو پورا زور اس بات پر خرچ کر دیا ہے کہ یہ آیات بتوں سی متعلق ہیں اللہ تعالیٰ کے بندوں سے متعلق نہیں۔ لیکن دراصل یہ جو بت ہیں وہ بزرگ اور مقدس شخصیات کے بنائے گئے تھے یعنی دراصل پوجا ان بتوں کی نہیں ہوتی تھی بلکہ ان بزرگ شخصیات کی ہوتی تھی۔ اس لئے یہ بات مان لو کہ بتوں والی آیات کو مقدس حضرات پر چسپاں کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عام مسلمان: حیران ہوتے ہوئے! وہ کیسے؟ سوال واضح کرو۔

موحد: یہ کہنا غلط ہے کہ بت پرست بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ لوگ بھی پتھر کو پتھر ہی جانتے ہیں۔ اگر پتھروں کی پوجا مقصود ہوتی تو وہ پہاڑ کی پوجا کرتے۔ جہاں بڑے بڑے پتھر ہوتے ہیں۔ اور سڑکوں پر پتھر استعمال کر کے پتھر کی بے حرمتی کبھی نہ کرتے۔ مگر پتھر کو

جب کسی قابل احترام بزرگ شخصیت سے منسوب کر کے لایا جاتا ہے تو پھر اس پتھر کا احترام کرنا اور اس کی پوجا کرنا وہ فرض جانتے ہیں وہ ان بزرگوں کی پوجا کرتے ہیں جن سے وہ پتھر یا لکڑی کا بت منسوب ہوتا ہے مقصود بت نہیں بلکہ بزرگ کی ذات ہوتی ہے بت کا پجاری دنیا میں کوئی نہیں ہے بلکہ پوجا بزرگ کی مقصود ہوتی ہے احادیث کی کتب میں صاف بیان ہے کہ مشرکین پتھروں کی پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ ان 360 بتوں کو انہوں نے اللہ کے نیک بندوں سے منسوب کر رکھا تھا۔ ان میں سے ایک بت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی تھا۔ اور لات کون تھا؟ لات صرف ایک بت نہیں تھا بلکہ عرب کا ایک نیک شخص تھا جو حاجیوں کو ستو پلاتا تھا۔ ان کی خدمت کرتا تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس کے مرنے کے بعد مشرکین مکہ نے اس کا بت بنا کر اسے اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ وسفارشی بنا رکھا تھا۔ اور جیسا کہ قرآن پاک میں قوم نوح کے پانچ معبودوں وڈ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کا ذکر ہے جن کی پرستش کی وجہ سے قوم نوح کو غرق کیا گیا۔ یہ پانچ قوم نوح کے صالح لوگ تھے جن کو موت کے بعد لوگوں نے اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ جیسا کہ ان کے بارے میں قرآن میں بیان ہے۔ اس قوم کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا!

"تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑو۔ تم اپنے وڈ کو، سواع کو، یغوث کو، یعوق کو اور نسر کو مت چھوڑو" (سورۃ نوح:23/71)

عام مسلمان: یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مشرکین ان بتوں کے پردے میں مقدس شخصیات کی پوجا کرتے تھے کیونکہ یہ عقیدہ تو ان بزرگ شخصیات کو جہنم میں پہنچادے گا۔ جبکہ ان کا تو اس میں کوئی بھی قصور نہیں جیسا کہ سورۃ انبیاء آیت نمبر 98 میں ہے!

"بے شک (اے مشرکو) تم اور جنکی تم اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں اور تم سب اسی جہنم میں پہنچو گے اگر پوجا ان بتوں کی نہیں ہو رہی بلکہ ان بزرگ شخصیات کی ہو رہی ہے" تو آپ ذرا خود غور فرمائیے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے کے پانچ بزرگ کیا مشرکین کے شرک کرنے کی بناء پر اپنے ناکردہ جرم کی سزا خواہ مخواہ اس طرح پانے لگیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

بھلا بتلایئے تو سہی کہ اس میں ان بزرگ شخصیات نے کیا قصور کیا ہے اور کس جرم کی پاداش میں انہیں جہنم میں داخل کیا جائیگا جبکہ قرآن مجید میں رب العالمین نے یہ بات بھی ارشاد فرمادی کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا (سورۃ الانعام:164) یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ یہ تو اس طرح ہوگا کہ شرک تو کریں مشرکین اور ان کے جرم کی سزا ان مقدس شخصیات کو ملے۔ تو اس کا مطلب تو یہ ہوجائے گا کہ کوئی بھی شخص کسی موحد شخص کی ڈمی (Dummy) بنائے اور اس کی چندروز پوجاپاٹ کرے یا کسی ہندو کی منت سماجت کرے کہ تم تو یہ کام کرتے ہی رہتے ہو اپنے رام کی خاطر میرے لئے ذرا دیر کیلئے اس ڈمی کی بھی پرستش کرلو اور جب وہ ہندو اس کی پرستش کرلے پھر یہ شخص شور مچادے کہ یہ ڈمی والی عظیم الشان موحد شخصیت تو جہنمی ہے کیونکہ دراصل اس کی ڈمی (Dummy) کی پوجا نہیں کی گئی بلکہ دراصل اسی کی پوجا کی گئی ہے جس کی یہ ڈمی (Dummy) ہے اور سورۃ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ اے مشرکو! تم اور جنکی تم پوجا کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں پس اے لوگو سن لو میں تو اس شرک سے توبہ تائب ہوتا ہوں۔ رہ گیا یہ ڈمی (Dummy) والا تو اس کا تو میں نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت سے پتہ کاٹ دیا ہے یہ تو گیا جہنم میں، اور میں تو ہوں جنتی۔ اب آپ خود غور فرمائیں کہ اس کا یہ عقیدہ کتنا مضحکہ خیز ہے کہ کوئی بھی انسان جس وقت جسکو اور جب چاہے جہنمی بنادے۔

بلکہ اب ہم قرآنی آیات سے یہ بات واضح کئے دیتے ہیں کہ پوجا دراصل ان بتوں ہی کی ہوا کرتی تھی نہ کہ بزرگ شخصیات کی۔ رہی یہ بات کہ بتوں کے نام تو ان مقدس شخصیات کے ناموں پر ہوا کرتے تھے تو اس کا جواب دینے کیلئے ہمیں کسی قسم کی تگ ودو کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ کیونکہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اس بات کا جواب سورۃ والنجم میں واضح طور پر دیدیا ہے کہ یہ صرف نام ہی نام ہیں یعنی ان بتوں کا ان مقدس شخصیات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو! اور یہ تو صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے تھے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نہیں اتاری۔" (سورۃ والنجم: ۲۳)

مزید یہ کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور بتوں کے پوجنے والوں کے درمیان مکالمہ قرآن مجید میں موجود ہے جس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے مشرکین سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو تو مشرکین نے صاف صاف کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اور ہم انہی بتوں کیلئے دل جمعی کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ (پارہ۱۹: سورۃ الشعراء، ۷۰۔۷۱) یعنی ہم ان لوگوں کی پوجا نہیں کررہے ہیں جن کے نام پر ان بتوں کے نام رکھے گئے ہیں بلکہ ہم تو ان بتوں کی ہی پوجا کرتے ہیں۔

رہا ابراہیم علیہ السلام کا بت تو اس کے متعلق کہیں پر یہ بات نہیں ملتی کہ اس بت کی پوجا کی جاتی تھی بلکہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس بت کو مشرکین نے پانسے پلٹنے کے تیروں کیلئے رکھا ہوا تھا جیسا کہ بخاری شریف میں اس سلسلے میں تفصیلی حدیث موجود ہے ورنہ کہیں تو یہ بات بھی آتی کہ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی معبود بنالیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیا ہے۔

یہاں تک تو ہماری گفتگو تھی مشرکین کے بتوں کے متعلق اور اس کی وضاحت ہم نے قرآن مجید سے کردی ہے۔ رہے اہل کتاب تو ان کے متعلق قرآن مجید میں رب العالمین نے سورۃ المائدہ میں وضاحت کرتے ہوئے بتلادیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو دو معبود بنالو تو وہ عرض کریں گے کہ تو پاک ہے، میرے لئے یہ بات کیونکر ممکن ہے کہ وہ بات کہوں جس کا تو نے مجھے حق نہیں دیا" (سورۃ المائدہ:۱۱۶)

واضح رہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بت اور تصویریں تو بناتے ہیں اور انہیں اپنے اِلٰہ (معبود) بھی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ وہ انہیں ابن اللہ کا درجہ دیتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ مشرک ہیں مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا نہیں کرتے ہیں۔